www.KitaboSunnat.com

رسائل و مسائل

شیخ الحدیث مولانا محمد گنگن چوہدری

کیا عامل بالحدیث (اہل حدیث) ہونا ممکن ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و کردار کا نام سنت ہے اور اسی کے بیان کا نام حدیث، گویا دونوں معنیٰ ایک ہیں۔ البتہ اعتباری فرق ہے لیکن بعض نادان دوستوں نے اس نام کے اختلاف کو اتنی اہمیت دی ہے کہ اس پر مستقل فرقے بنا دیے ہیں حالانکہ یہ لوگ اگر فرقہ بندی جسے قرآن شرک (وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ.... الآیۃ) اور نبی سے بے گانگی (إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ) قرار دیتا ہے۔ کے جھگڑوں سے اجتناب کرتے ہوئے اعتقاداً و عملاً سنت و حدیث کو اپناتے تو صحیح مسلمانی کا نمونہ پیش کرتے۔ حقیقت بھی یہ ہے کہ اہل سنت اور اہل حدیث نام کی جسے ان تحریکوں کا تاریخی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فکری اور اجتہادی سلامتی کی غرض سے ہی اٹھی تھیں اور دونوں کا مطمح نظر یہ تھا کہ اعتقادی اور فقہی طور پر اُمت انتشار کا باعث نہ ہو، افسوس کہ آج یہی نام تفریقِ اُمت کا سبب ہیں۔

زیرِ نظر مضمون چند اعتراضات اور ان کے جوابات پر مشتمل ہے۔ ادارہ کے نام، تحریری جوابات لکھنے والے ہمارے محترم لکھتے ہیں کہ یہ سوالات کافی عرصہ سے میرے پاس آئے ہوئے تھے لیکن عدیم الفرصتی، پھر سائل کی کئی لغویات کی وجہ سے بھی جوابات نظر انداز کرتا رہا۔ واقعی سوالات مفروضوں پر مبنی ہیں لیکن ایسی غلط فہمیوں کا ازالہ اس لحاظ سے بعض دفعہ مفید بھی رہتا ہے کہ متعصب لوگوں کی طرف سے ایسی غلط فہمیاں عام پھیلائی جاتی ہیں اور ان سے کچھ مخلص اور پڑھے لکھے لوگ بھی متاثر ہو جاتے ہیں۔ اس طرح نفرت کے جذبات بڑھ کر مزید انتشارِ امت کا سبب بنتے ہیں۔ (ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض: (۱) کسی کا اہل حدیث ہونا یا عامل بالحدیث ہونا ایسا ہی ناممکن ہے جیسے دو نقیضین یا دو ضدیں جمع ہونا ناممکن ہے۔

حدیث کے لغوی معنی ہیں بات، گفتگو یا کلام۔ قرآن پاک میں ربِّ ذوالجلال فرماتے ہیں:

"قرآن کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے ۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا ۔ بعض لوگ وہ ہیں جو کھیل کی باتیں و ناول قصے خریدتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بہکا دیں"

اس تیسری آیت میں ناول قصے کہانیوں کو حدیث فرمایا گیا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں حدیث اس کلام کا نام ہے جس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال یا اعمال[۲]، اسی طرح صحابہ کرامؓ کے اقوال و اعمال[۳] بیان کیے جاویں۔

عامل بالحدیث فرقہ سے سوال ہے کہ تم کون سی حدیث پر عامل ہو؟ لغوی پر یا اصطلاحی[۴] پر؟ اگر لغوی حدیث پر عامل ہو تو چاہیے کہ ناول گو، قصہ خواں اہل حدیث ہو کہ وہ "حدیث" یعنی باتیں کرتا ہے۔ ہر سچی جھوٹی بات پر عمل کرتا ہے اور اگر اصطلاحی حدیث پر عامل ہو تو پھر سوال یہ ہو گا کہ ہر حدیث پر عامل ہو یا بعض پر[۵]؟ اول تو غلط[۶] ہے کیونکہ حضورؐ[۷] کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص ہی عامل ہے۔ حضور فرماتے ہیں "سچ نجات دیتا ہے، جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔ ہر مشرک و کافر اس کا قائل ہے" وہ سب ہی اہل حدیث[۸] ہو گئے۔ تم حنفی[۹]، شافعی، مالکی اور حنبلی مسلمانوں کو اہل حدیث کیوں نہیں کہتے۔ یہ تو ہزارہا حدیثوں پر عمل کرتے ہیں اور اگر اہل حدیث کے معنی ہیں[۱۰] حضور کی ساری حدیثوں پر عمل کرنے والے تو یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ بعض حدیثیں منسوخ[۱۱] ہیں اور بعض ناسخ۔ بعض حدیثوں میں حضورؐ کے وہ خصوصی[۱۲] اعمال شریف بیان ہوئے ہیں جو حضورؐ کے لیے مباح یا فرض تھے، ہمارے لیے حرام ہیں۔ جیسے منبر[۱۳] پر نماز پڑھنا، اونٹ پر طواف فرمانا، حضرت حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے لیے سجدہ دراز فرمانا، حضرت امامہ بنت ابی العاص کو کندھے پر لے کر نماز پڑھنا، نو بیویاں نکاح میں رکھنا، بغیر مہر نکاح ہونا، ازواج میں عدل و مہر واجب نہ ہونا۔

بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ یوں پڑھتے تھے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ[۱۴] ——— اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیر مقلد سی حدیث پر عمل کر کے اس طرح کلمہ کا ورد کریں۔[15]

مزید یہ کہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے اقوال و اعمال بھی ذکر ہیں جو حضورؐ کے لیے کمال ہیں اور ہمارے لیے کفر[16]

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ افعال کریمہ جو نسیاناً[17] یا اجتہادی خطا سے سرزد ہوئے، حدیث[18] میں مذکور ہیں۔ غیر مقلدوں کو چاہیے کہ وہ ان پر بھی عمل کریں، ہر حدیث پر جو عامل ہونے بہرحال کوئی شخص ہر حدیث پر عمل نہیں کر سکتا۔[19] جو اس معنے میں اپنے کو اہل حدیث یا عامل بالحدیث کہے وہ جھوٹا ہے۔ جب نام میں ہی جھوٹ ہے تو اللہ کے فضل سے کام بھی سارے کھوٹے ہی ہوں گے۔

اسی لیے حضورؐ نے فرمایا "لازم پکڑو میری اور خلفاء راشدین کی سنت کو"[20] یہ نہ فرمایا کہ میری حدیث[21] کو لازم پکڑو۔ کیونکہ ہر حدیث لائق عمل نہیں، ہر سنت[22] لائق عمل ہے۔

حضورؐ کے وہ اعمال طیبہ جو منسوخ بھی نہ ہوئے ہوں، حضور سے خاص بھی نہ ہوں، خطاءً، نسیاناً بھی سرزد نہ ہوں بلکہ امت کے لیے لائق عمل ہوں انہیں سنت[23] کہا جاتا ہے لہٰذا ہمارا نام اہل سنت[24] بالکل حق اور درست ہے کہ ہم بفضلہ تعالیٰ حضورؐ کی ہر سنت پر عامل ہیں۔ اہل حدیث نام بالکل غلط ہے کیونکہ ہر حدیث پر عمل ناممکن ہے۔

اب حدیثوں کی یہ چھانٹ کہ کون سی حدیث منسوخ[25] ہے، کون سی محکم، کونسی حدیث حضور کے خصائص میں سے ہے اور کون سی سب کی اتباع کے لیے، کون سا فعل اقتداء کے لیے ہے اور کون سا نہیں، کس فرمان کا کیا منشا ہے، کس حدیث سے صراحتہً کیا مسئلہ ثابت ہے اور کس سے اشارۃً، کون سا دلالۃً، کون اقتضاءً۔ یہ سب کچھ امام مجتہد ہی بتا سکتا ہے، ہم جیسے عوام وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔ جیسے قرآن پر عمل کرانا حدیث کا کام ہے ایسے ہی حدیث پر عمل کرانا امام مجتہد کا کام ہے یوں سمجھو کہ حدیث شریف رب تک پہنچنے کا راستہ ہے۔ اور امام مجتہد اس راستہ کا نور۔ جیسے بغیر روشنی راہ طے نہیں ہوتی بغیر امام مجتہد حضورؐ کی سنتوں پر عمل ناممکن ہے۔ اسی لیے علماء فرماتے ہیں:

"بغیر مجتہد قرآن و حدیث گمراہی کا باعث ہیں"

رب تعالیٰ قرآن کریم کے متعلق فرماتا ہے:

"اللہ تعالیٰ قرآن کے ذریعے بہت کو گمراہ کرتا ہے اور بہت کو ہدایت دیتا ہے۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پکڑا آدمی اس لیے گمراہ ہیں کہ وہ قرآن شریف کو بغیر حدیث[۲۶] کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں۔ براہِ راست رب تک پہنچتے ہیں۔ غیر مقلد اس لیے راہ سے بھٹکے پڑے ہیں کہ یہ حدیث کو بغیر علم کی روشنی اور بغیر امام[۲۷] مجتہد کے نور کے سمجھنا چاہتے ہیں۔ مقلدین اہل[۲۸] سنت کا بیڑا پار ہے (ان شاء اللہ) کہ ان کے پاس کتاب اللہ بھی ہے، سنتِ رسول اللہ بھی اور سراج امت امام مجتہد کا نور بھی۔

خلاصہ یہ کہ اہل حدیث بننا ناممکن اور جھوٹ، اور اہل سنت بننا حق اور درست ہے۔ اہل سنت وہی ہو سکے گا جو کسی امام کا مقلد ہو گا۔ قیامت کے دن رب تعالیٰ اپنے بندوں کو ان[۲۹] کے ساتھ پکارے گا۔ (قرآن حکیم)

خیال رہے کہ قرآن و سنت کا سمندر ہم مقلد بھی عبور کرتے ہیں اور غیر مقلد وہابی بھی، لیکن ہم تقلید[۳۰] کے جہاز کے ذریعہ سے جس کے ناخدا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ[۳۱] رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کی ذمہ داری[۳۲] پر سفر کر رہے ہیں[۳۳]، لہٰذا ہمارا بیڑا پار ہے اور غیر مقلد وہابیوں کا انجام خطرناک ہے کیونکہ وہ خود اپنی ذمہ داری پر[۳۴] اس سمندر میں چھلانگ لگا رہے ہیں۔

عامل بالحدیث ہونا ممکن بلکہ ضروری ہے

الجواب:

(۱) یہ آپ کی غلط فہمی ہے ورنہ اہل حدیث اور عامل بالحدیث ہونا عین ممکن ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دی ہے اور اللہ تعالیٰ تکلیف مالا یطاق کو یعنی غیر ممکن کو فرض قرار نہیں دیتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جن کی شان عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ہے، امت کے لیے غیر ممکن بلکہ حتی الامکان مشکل بھی پسند نہیں فرماتے۔ پھر حدیث جو آپ کے اقوال، اعمال، احوال اور تقریرات کا نام ہے، پر عمل کرنا اور اہلحدیث ہونا ناممکن کس طرح ہوا؟ یہ تو بزعم آپ کے اللہ نے نقیضین اور ضدین کو جمع کر دیا حالانکہ یہ ذی عقل سے محال ہے۔

نیز جب یہ مسلّمہ بات ہے کہ دین کے چار ادلّہ ہیں یعنی قرآن، حدیث، اور اجماع اور صحیح قیاس اور چاروں کی اتباع امت کے لیے فرض ہے تو پھر عمل بالحدیث غیر ممکن کس طرح ہوا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ اس کی اتباع فرض ہے؟
نیز یہ مسلمہ امر ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے، جب قرآن پر عمل ممکن اور فرض ہے تو تفسیر (حدیث) پر کیوں ممکن اور فرض نہیں؟

نیز وحی کی دو قسمیں ہیں متلو یعنی قرآن اور غیر متلو یعنی حدیث، اور دین کے معاملہ میں اللہ نے اپنے نبی کا ذمہ لیا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے نہیں بولتے بلکہ جو بولتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝ تو ایک وحی (قرآن) کی اتباع فرض ہو اور دوسری وحی (حدیث) کی اتباع ناممکن ہو، عقل کے خلاف ہے لہٰذا اہلحدیث ہونا اور عامل بالحدیث ہونا عین ممکن ہے، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور سلف صالحین پورے عامل بالحدیث تھے اور یہ بات تاریخ دانوں پر مخفی نہیں۔ ہاں آپ کو معلوم نہ ہو تو یہ آپ کے علم کا قصور ہے۔

نیز اس دعوے میں کہ آپ کی ساری حدیثوں پر عمل کرنا ناممکن ہے، آپ منفرد ہیں آپ سے پہلے کسی شخص نے یہ دعوے نہیں کیا اور ناممکن ہونے کے جو وجوہ آپ نے بیان کیے ہیں اس میں بھی آپ منفرد ہیں، کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ "چونکہ بعض حدیثیں منسوخ ہیں اور بعض خاص وغیرہ ہیں لہٰذا ساری حدیثوں پر عمل کرنا ناممکن ہے"۔

(۲) حدیث کی تین قسمیں ہیں: قولی، فعلی اور تقریری، آپ نے صرف قولی اور فعلی کا ذکر کیا ہے لیکن تقریری چھوڑ گئے ہیں جو آپ کی کم علمی پر دال ہے۔

(۳) صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے اقوال و اعمال موقوف حدیث کہلاتے ہیں، ان پر عمل اس وقت جائز ہے جب کہ صحیح مرفوع حدیث کے خلاف نہ ہوں، مخالفت کی صورت میں ان پر عمل کرنا جائز نہیں کیونکہ انسانوں میں سے دین کے معاملہ میں صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی معصوم ہیں باقی سب سے غلطی ممکن ہے چنانچہ "المجتهد يخطى ويصيب" سب کا مسلّمہ ہے کہ مجتہد غلطی بھی کرتا ہے اور کبھی صحیح بھی کہتا ہے۔ مثلاً عبداللہ بن مسعودؓ بوقت رکوع تطبیق کرتے تھے یعنی گھٹنوں میں ہاتھ رکھتے تھے اور معوذتین کو قرآن کی سورتیں نہیں (سمجھتے تھے)۔

چند مشائخ ہے کہ معوذتین کے بارہ میں ان کا رجوع ثابت ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانتے تھے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں خیال کرتے تھے۔ چونکہ یہ دونوں باتیں ان کی ایک صحیح مرفوع حدیث کے خلاف ہیں لہٰذا ان کا ماننا جائز نہیں۔

(۴) ہم اہلحدیث اصطلاحی حدیث پر عامل ہیں لہٰذا ناول گو اور قصہ خوان اہل حدیث نہیں کہلا سکتے کیونکہ وہ لغوی حدیث پر عامل ہیں۔

(۵) ہم اہل حدیث کل احادیث مرفوعہ صحیحہ قابل عمل پر عامل ہیں، لہٰذا ہم اہلحدیث ہیں۔

(۶) جب سب حدیثوں پر عمل ممکن ہے بلکہ فرض ہے جیسا کہ (۱) میں ثابت کر چکا ہوں، تو پھر غلط کس طرح ہوا۔

(۷) یہاں دلیل اور مدلول میں مطابقت نہیں یعنی اول تو غلط ہے یعنی "ہر حدیث پر عامل ہونا غلط ہے" مدلول ہے اور کیونکہ حضورؐ کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص ہی عامل ہے" دلیل ہے۔ ان میں مطابقت کس طرح ہوئی: یعنی دعوے یہ کہ ہر حدیث پر کوئی عامل نہیں ہو سکتا اور دلیل یہ ہے کہ آپؐ کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص عامل ہے۔ کیا آپؐ کے کسی نہ کسی فرمان پر ہر شخص کا عامل ہونا ہر حدیث پر عمل کرنے سے مانع ہے۔ فتفکر و تدبر

(۸) وہ سب اہل حدیث نہیں ہو سکتے جب تک وہ حقیقتاً آپؐ کی اتباع کے قائل نہ ہوں کیونکہ وہ نبی کی اتباع اس حیثیت سے نہیں کرتے کہ آپؐ نبی ہیں اور نبی کی اتباع فرض ہے، بلکہ جس فرمان میں ان کو اپنا کوئی فائدہ نظر آتا ہے اس پر عمل کر لیتے ہیں، اس لیے وہ اہل حدیث نہیں ہو سکتے۔

نیز اہل حدیث وہ ہے جو آپ کی تمام احادیث کا قائل ہو جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں۔ ہم اہل حدیث آپؐ کی تمام حدیثوں کے قائل ہیں اگرچہ ہمارے عمل میں بھی قصور ہے لیکن ہم آپؐ کی سب حدیثوں کے قائل ہیں اور سب کو واجب العمل جانتے ہیں۔ عمل میں قاصر ہونا اور عمل میں کوتاہی دوسری چیز ہے۔ فافہم

(۹) مقلدین اہل حدیث اس لیے نہیں کہ وہ حدیث کو تقلید کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ اگر حدیث رائے امام کے مطابق ہو تو مانتے ہیں ورنہ نہیں۔ ان کا اصل مطاع و متبوع رائے امام ہے نہ کہ حدیث۔ اگر کسی وجہ سے ان کے امام کو حدیث نہیں پہنچی یا کسی وجہ سے، ان کے امام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نے حدیث پر عمل نہیں کیا تو وہ صحیح مرفوع قابلِ عمل حدیث کو چھوڑ دیں گے یا اس کی غلط سلط تاویل کر کے امام کے قول پر عمل کریں گے۔ اس لیے وہ اہل حدیث کہلانے کے مستحق نہیں۔ بایں ہمہ اگر وہ اہل حدیث کہلائیں تو ہمیں کوئی بخل بھی نہیں بلکہ ہمیں بڑی خوشی ہوگی مگر وہ خود ہی اہل حدیث کہلانے کو برا سمجھتے ہیں اور مقلد کہلانے میں فخر محسوس کرتے ہیں ——— اور آپ کا بھی یہی حال ہے ——— جیساکہ تحریر ہذا سے ظاہر ہے۔

ہاں ائمہ اربعہ بلکہ کل سلف متقدمین اہل حدیث تھے نہ وہ کسی کے مقلد تھے نہ تقلید شخصی ان کا مذہب تھا۔ وہ قرآن وحدیث پر عمل واجب جانتے تھے لہٰذا وہ سب اہل حدیث تھے۔

(۱۰) ہاں اہلحدیث کے یہی معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل احادیثِ صحیحہ مرفوعہ قابلِ عمل پر عمل کرنے والے، ورنہ اہل حدیث نہیں کہلا سکتے اور کل احادیث پر عمل کرنا ناممکن نہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۱۱) اس طرح تو بزعم آپ کے قرآن پر بھی عمل ناممکن ہوگا کیونکہ قرآن میں بھی ناسخ منسوخ موجود ہیں، پھر ہر کوئی شخص بھی جنتی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ سارے قرآن پر کسی نے عمل نہ کیا، پھر نجات کہاں ؟

یہ آپ اپنی کم علمی ہے کم فہمی کی بنا پر اعتراض کر رہے ہیں ورنہ اللہ کے علم میں ہر ایک حکم پر عمل کے لیے ایک وقت معین ہے۔ منسوخ پر قبل از نسخ عمل ہوتا ہے اور ناسخ پر بعد از نسخ۔ اس طرح سب پر عمل ہو گیا، کوئی بھی غیر عمل نہ رہا۔

(۱۲) جب آپ ان کو آپ کا خاصہ مانتے ہیں تو دوسرے کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہو گا کیونکہ خاصہ کی تعریف ہے " ما لا یوجد فی غیرہ " نیز دوسرا ان کا مکلف ہی نہیں ہوگا کیونکہ وہ آپ کا خاصہ ہے۔

پھر یہ بات بھی ہے کہ آپ کے خاصے صرف حدیث میں ہی مذکور نہیں بلکہ بہت سے خاصے قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں، مثلاً بیک وقت چار سے زائد ازواج مطہرات نکاح میں رکھنا اور ان میں عدل فرض نہ ہونا وغیرہ جیسا کہ سورہ احزاب میں مذکور ہے تو پھر بقول آپ کے سارے قرآن پر بھی عمل ناممکن ہو گیا۔ آپ نے سوچا تک نہیں، خواہ مخواہ اعتراض کرنے بیٹھ گئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳) اس میں بھی آپ غلطی کھا رہے ہیں، منبر پہ آپ نے ساری نماز ادا نہیں فرمائی چنانچہ مشکوٰۃ میں بحوالہ بخاری موجود ہے:

"وقام عليه حين عمل ووضع واستقبل القبلة وكبر وقام الناس خلفه فقرأ وركع وركع الناس خلفه ثم رفع رأسه ثم رجع القهقرى فسجد على الارض ثم عاد الى المنبر ثم قرأ ثم ركع ثم رفع رأسه ثم رجع القهقرى حتى سجد بالارض هذا لفظ البخاري وفي المتفق عليه نحوه وفي آخره فلما فرغ اقبل على الناس فقال ايها الناس انما صنعت هذا لتأتموا بي ولتعلموا صلوتي"

حاصل ترجمہ یہ ہے کہ جب منبر بنایا گیا تو آپ اس پر کھڑے ہوئے اور قبلہ کی طرف منہ کیا، لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور قراءت پڑھی اور رکوع کیا، لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے رکوع کیا۔ جب رکوع سے سر اٹھایا تو پچھلے پاؤں لوٹے اور زمین پر سجدہ کیا پھر یہی دوسری رکعت میں بھی کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے ساری نماز منبر پر نہیں پڑھی بلکہ رکوع کے بعد باقی نماز زمین پر پڑھی۔ پھر فرمایا یہ میں نے اس لیے کیا کہ تم میری اقتدا کرو اور نماز کا طریقہ سمجھ جاؤ۔

چنانچہ تعلیم کے لیے ایسا ہی جائز ہے اور امام نوویؒ نے اس کے جواز کا باب منعقد کیا ہے، فرماتے ہیں:

"باب جواز الخطوة والخطوتين في الصلوة وانه لا كراهة في ذلك اذا كان لحاجة وجواز صلوة الامام على موضع ارفع من المامومين للحاجة كتعليمهم الصلوة او غير ذلك"

یعنی یہ باب دو چیزوں کے بیان میں ہے، ایک تو نماز میں قدم دو قدم چلنا بلا کراہت جائز ہے جب کہ ضرورت کے لیے ہو، دوسرا امام کا مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہونا جائز ہے جبکہ تعلیم نماز وغیرہ کے لیے ہو۔

اور شرح میں لکھتے ہیں:

"وفيه جواز صلوة الامام على موضع اعلى من موضع المامومين ولكنه يكره

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارتفاع الامام على المأمومين وارتفاع المأموم على الامام بغير حاجة فان كان لحاجة بان اراد تعليمهم افعال الصلوٰة لم يكره بل يستحب لهذا الحديث" (نووی جلد ۱ صفحہ ۲۰۶)

یعنی امام کا تعلیم کے ارادہ سے بلند جگہ کھڑا ہونا جائز ہے بلکہ مستحب ہے جیسا اس حدیث سے ثابت ہے۔

—— اونٹ وغیرہ پر طواف بوقت ضرورت اب بھی جائز ہے اس کی ممانعت کہیں نہیں آئی، چنانچہ مشکوٰۃ کے حاشیہ میں ہے:

"واما الطواف راكبا لغيره جائز ايضا والا فضل المشي (لمعات مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۷)

یعنی آپ کے علاوہ دوسرے شخص کے لیے بھی سوار ہو کر طواف کرنا جائز ہے۔

لیکن پیدل طواف کرنا افضل ہے۔

امام نوویؒ نے بھی لکھا ہے: "باب جواز الطواف على بعير وغيره" الخ

اس میں حضرت کے سواری پر طواف کرنے کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ کے سواری پر طواف کرنے کی حدیث بھی ذکر کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"عن ام سلمة انها قالت شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم انى اشتكى فقال طوفي من وراء الناس وانت راكبة" الحديث

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرتؐ سے عرض کیا کہ میں بیمار ہوں تو آپ نے فرمایا، سوار ہو کر طواف کر لے لیکن لوگوں کے پیچھے ہو کر" (مسلم ج ۱ صفحہ ۴۱۳)

امام بخاریؒ نے بھی صحیح بخاری میں لکھا ہے: "باب المريض يطوف راكبا" اور دوسرا باب "ادخال البعير في المسجد للعلة" —— ان ہر دو ابواب میں یہ دونوں واقعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیز حضرت ام سلمہؓ کے سوار ہو کر طواف کرنے کے بیان کیے ہیں۔

—— بچے کی خاطر یا کسی اور سبب سے سجدہ یا نماز دراز کرنا یا ہلکی کرنا اب بھی جائز ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ:

"جب میں بچوں کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز ہلکی کر دیتا ہوں کہ ان کی مائیں پریشان نہ ہوں" —— چنانچہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۰۱ میں باب ما على الماموم میں صاف حدیثیں موجود ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح جب کفار مکہ نے آپؐ کی پشتِ مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی تھی تو آپؐ نے سجدہ دراز کیا۔ (مشکوٰۃ ۵۲۳)

علاوہ ازیں جب آپؐ نے حسنؓ و حسینؓ کو گرتے پڑتے دیکھا تو خطبہ جمعہ چھوڑ کر منبر سے نیچے جا کر ان کو اٹھا لائے اور فرمایا خدائے تعالیٰ نے ٹھیک فرمایا ہے کہ مال اور اولاد تمہارے لیے فتنہ ہیں ۔ جب میں نے ان دونوں بچوں کو گرتے پڑتے دیکھا تو صبر نہیں کر سکا حتیٰ کہ خطبہ چھوڑ کر ان کو اٹھا لایا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی۔ مشکوٰۃ ۵۱ ۔)

غرض بچوں کی خاطر بہت کچھ جائز ہے۔ جب بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے تاکہ بچہ پریشان نہ ہو، جیسا کہ آگے آ رہا ہے تو بچے کی خاطر سجدہ یا نماز دراز کرنا یا ہلکی کرنا کیوں کر منع ہو سکتا ہے؟

گندے پر بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا بوقت ضرورت اب بھی جائز ہے۔ چنانچہ امام نوویؒ نے صحیح مسلم میں ایک مستقل باب اس کے لیے منعقد کیا ہے فرماتے ہیں:

"باب جواز حمل الصبیان فی الصلوٰۃ" ——— اور شرح میں فرماتے ہیں:

"ففیہ دلیل لصحۃ صلوٰۃ من حمل آدمیا او حیوانا طاہرا من طیر وشاۃ وغیرھا"

یعنی یہ باب اس بارہ میں ہے کہ بچے کو اٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے اور شرح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ جو شخص آدمی یا پاک حیوان اور جانور بکری وغیرہ اٹھا کر نماز پڑھے۔ اس کی نماز صحیح ہے اور مانعین کا سخت رد کیا ہے۔

آپ نووی جلد ا ص ۲۰۵ ملاحظہ فرمائیں، تسلی ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ اسی طرح بخاری میں ہے: باب اذا حمل جاریۃ صغیرۃ علی عنقہ فی الصلوٰۃ یعنی اس باب میں یہ بیان ہے کہ چھوٹے بچے کو اپنی گردن پر بٹھا کر نماز پڑھنا جائز ہے ——— آپ پتہ نہیں کس دنیا میں بستے ہیں کہ کچھ بھی خبر نہیں۔ جب آپ کے علم کا یہ حال ہے کہ جائز ناجائز کا علم نہیں تو اہلحدیث پر خواہ مخواہ اعتراض کرنے بیٹھ گئے۔ پہلے علم تو پڑھ لیں پھر اعتراض بھی کر لیجئے گا۔

(۱۴) لا الٰہ الا اللہ کی قرآن وحدیث میں مختلف صورتیں آئی ہیں، مثلاً لا الٰہ الا اللہ، لا الٰہ الا انت، لا الٰہ الا ھو، لا الٰہ الا انا۔ انسان ہر طرح پڑھ سکتا ہے صرف آخری صورت یعنی لا الٰہ الا انا نہیں پڑھ سکتا۔ کیونکہ انسان معبود نہیں ہے نہ اس کی عبادت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائز ہے۔ عبادت صرف خدائے واحد کا ہی حق ہے۔ لہذا خدا ہی لا الہ الا انا کہہ سکتا ہے۔ انسان بلکہ ساری مخلوق نہیں کہہ سکتی۔

اسی طرح جزو دوم "محمد رسول اللہ" کی بھی کئی صورتیں آئی ہیں مثلاً "محمد رسول اللہ" "انك لرسول اللہ"، "انك لرسولہ"، "ھو رسول اللہ" اور "انی رسول اللہ"———امت کے لیے پہلی سب صورتیں جائز ہیں، صرف آخری صورت "انی رسول اللہ" جائز نہیں۔ کیونکہ یہ رسول کا خاصہ ہے۔ آپؐ رسول ہیں ہم رسول نہیں لہذا ہم "انی رسول اللہ" نہیں کہہ سکتے جس طرح آپ ہم سے کہتے ہیں کہ ہم "انی رسول اللہ" کا ورد کریں۔ اسی طرح ہم آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ لا الہ الا انا کا ورد کریں کیونکہ وہ بھی قرآن مجید میں آیا ہے۔ جب آپ "لا الہ الا انا" کا ورد نہیں کرتے اور نہیں کر سکتے کیونکہ آپ معبود نہیں ہیں۔ معبود صرف خدا کی ذات ہے لہذا لا الہ الا انا وہی کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ عبادت اسی کا حق ہے۔ اسی طرح ہم "انی رسول اللہ" نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہ رسول کا خاصہ ہے اور ہم رسول نہیں ہیں۔ الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا۔

شرم و حیا ندامت اگر کہیں بکتی
تو ہم بھی لیتے اپنے مہربان کے لیے

(۱۵) ورد کے لیے آپؐ نے "لا الہ الا اللہ انی رسول اللہ" یا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" نہیں بتایا بلکہ ورد کے لیے صرف "لا الہ الا اللہ" بتایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

"عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ" رواہ الترمذی وابن ماجۃ (مشکوۃ ص۲۰۱)

یعنی جابرؓ فرماتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: سب ذکروں سے افضل لا الہ الا اللہ ہے اور سب دعاؤں سے افضل الحمد للہ ہے۔

دوسری حدیث میں ہے:

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان اقول سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر احب الی مما طلعت علیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الشمس" رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۲۰۱)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہوں تو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔

تیسری حدیث میں ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الکلام اربع"

اور ایک روایت میں ہے:

أحب الکلام الی اللہ اربع سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر" رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۲۰۱)

یعنی آپؐ نے فرمایا سب کاموں سے افضل میرے لیے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کہنا ہے اور دوسری روایت میں ہے: سب کلاموں سے اللہ کو زیادہ محبوب چار کلمے ہیں۔ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کو مسلم نے روایت کیا۔

اسی طرح جب موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ مجھے کوئی ورد بتایا جائے جو میں کیا کروں:

فقال یموسیٰ قل لا الٰہ الا اللہ فقال یارب کل عبادك یقول هٰذا انما ارید شیئا تخصنی به الحدیث وفی آخره لمالت بهن لا الٰہ الا اللہ رواہ فی شرح السنة (مشکوٰۃ ص۲۰۱)

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! لا الٰہ الا اللہ پڑھا کر، موسیٰؑ نے عرض کیا یا اللہ یہ تو سب لوگ پڑھتے ہیں۔ میں تو کوئی خاص وظیفہ چاہتا ہوں، تو اللہ نے فرمایا اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور ان کی آبادی، میری ذات کے علاوہ، اور ساتوں زمینیں ترازو میں ایک طرف رکھ دیے جائیں اور لا الٰہ الا اللہ دوسری طرف رکھ دیا جائے تو ان سب پر لا الٰہ الا اللہ غالب آجائے۔

غرض ان سب حدیثوں میں اور ان کے علاوہ ورد کی سب حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ورد کے لیے صرف لا الٰہ الا اللہ ارشاد فرمایا ہے۔ میری نظر سے کوئی ایسی حدیث نہیں گزری جس میں ورد کے لیے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ یا "انی رسول اللہ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی آیا ہو اور صوفی لوگ بھی صرف نفی اثبات کا ہی ورد کرتے ہیں۔

پس جب کسی حدیث سے "انی رسول اللہ" یا "محمد رسول اللہ" ورد کے لیے ثابت ہی نہیں تو پھر آپ خواہ مخواہ اہل حدیث پر طعن کرتے ہیں کہ "انی رسول اللہ" کا ورد کیوں نہیں کرتے۔ یہ بھی آپ کی سراسر غلطی ہے۔ ہاں اگر آپ کسی صحیح مرفوع حدیث سے ثابت کر دیں کہ آپؐ نے انی رسول اللہ یا محمد رسول اللہ کا ورد کرنے کا ارشاد فرمایا ہے تو ہم اہل حدیث فوراً مشکور ہوں گے اور اسی کا ورد کرنا شروع کر دیں گے۔ کیونکہ اہل حدیث کا مطلب ہی یہ ہے کہ حدیث پر عمل کرنے والے ورنہ وہ اہل حدیث کہلانے کے حقدار ہی نہیں رہیں گے۔

تنبیہ: محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے پورا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی احادیث کتاب الایمان میں ذکر کی ہیں جیسا کہ کتب حدیث مشکوٰۃ وغیرہ میں ہے اور ورد کے ابواب میں ذکر نہیں کیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہونا چاہے تو اس کو پورا کلمہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پڑھے بغیر چارہ نہیں کیونکہ توحید کے ساتھ رسالت کا اقرار بھی فرض ہے ورنہ مسلمان نہیں ہو سکے گا۔ ہاں ورد کے لیے آپ نے محمد رسول اللہ نہیں فرمایا، ویسے کوئی اپنی مرضی سے لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ "محمد رسول اللہ" بھی پڑھ لے تو اس کی مرضی، ہم منع نہیں کرتے۔

(۱۶) آپ نے آپؐ کے ایسے اعمال و اقوال کی کوئی ایک بھی مثال ایسی پیش نہیں کی جو آپؐ کے لیے کمال ہو اور ہمارے لیے کفر۔ یہ آپ نے زبانی جمع خرچ ہی کیا ہے۔ آپ کوئی مثال پیش کرتے تو اس پر غور کیا جاتا، ممکن ہے مثال میں آپ روزہ وصال کو پیش کریں تو جواب یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے روزہ وصال سے ہمیں خود منع کر دیا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ آپ کا خاصہ ہے۔ خاصہ آپؐ کے ساتھ ہی خاص رہے گا ہمیں اس کی اجازت نہیں ہو سکتی چنانچہ حدیث میں ہے: عن ابی ھریرۃ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الوصال فقال رجل انک تواصل یا رسول اللہ قال وایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۱۷۵)

یعنی ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے وصال کے روزے سے منع فرمایا، ایک شخص نے کہا آپ تو وصال فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا تم مجھ جیسے نہیں ہو یعنی تمہارا اور میرا مقام ایک نہیں، مجھے تو میرا رب رات کو کھلاتا پلاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ